قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 10 ستمبر 2021ء | 02 صفر 1443ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:215

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ﴿۴۴﴾

(البقرہ: 44)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھک جاؤ۔

فرمانِ رسول ﷺ

’’واپس جاکر دوبارہ نماز پڑھو‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد اس نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ واپس جاکر دوبارہ نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ چنانچہ اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور واپس آ کر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ دوبارہ جا کر نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ آخر اس شخص نے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو مبعوث کیا، میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے آپ ہی مجھے سکھلائیے۔ آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کہو پھر قرآن مجید سے جو کچھ ہو سکے پڑھو، اس کے بعد پورے اطمینان سے رکوع کرو۔ پھر سر اٹھاؤ اور پوری طرح کھڑے ہو۔ پھر جب سجدہ کرو تو پورے اطمینان سے سجدہ کرو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اچھی طرح اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ دوبارہ بھی اسی طرح سجدہ کرو۔ اور یہی طریقہ نماز کی تمام رکعتوں میں اختیار کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب کتاب الاذان باب أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي لاَ يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالإِعَادَةِ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

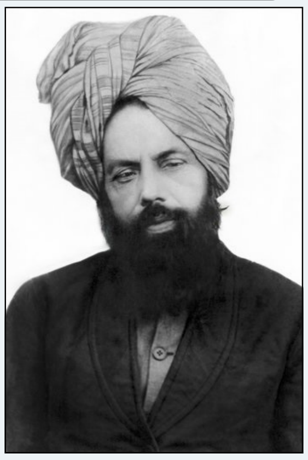

ارکان نماز آداب خدمتگاران ہیں

’’ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے۔ اور سجدہ کمالِ آداب اور کمالِ تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقّال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بار گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آ سکتا ہے؟ اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہو گی؟ اور یہ اس وقت ہو گا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانہ الوہیت پہ گرے۔ اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے، اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔

میں اس کو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے۔ یعنی کہاں نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور ان کی ساخت اور بناوٹ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گزرے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہوسکتا ہے کہ ربوبیت کے مدّمقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے۔ غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدمِ محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈال دے اس کا فیضان اور پرتو اس پر نہیں پڑتا۔ اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 164-165 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

فرمان خلیفہ وقت

میں انصار کو ایک انتہائی اہم اور بنیادی چیز کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ ہے نماز۔ نماز ہر مومن پر فرض ہے لیکن چالیس سال کی عمر کے بعد جبکہ یہ احساس پہلے سے بڑھ کر پیدا ہونا چاہئے کہ میری عمر کے ہر دن کے بڑھنے سے میری زندگی کے دن کم ہو رہے ہیں ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے کہ وقت تیزی سے آ رہا ہے جب میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور وہاں ہمارے ہر عمل کا حساب کتاب ہونا ہے۔ پس ایسی حالت میں ایک مومن کی، ہر اس شخص کی جس کو مرنے کے بعد کی زندگی اور یوم آخرت پر ایمان ہے، فکر ہونی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے بندوں کے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں جب اپنی کوشش کے مطابق یہ حقوق ادا کر رہے ہوں۔ نماز کے پڑھنے کی طرف جب بھی اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے تو اس طرف توجہ دلائی کہ نماز میں باقاعدگی بھی ہو، تمام نمازیں وقت پر ادا ہوں اور باجماعت ادا ہوں۔ نماز کے قائم کرنے کا حکم ہے اور نماز کے قائم کرنے کا مطلب ہی نماز کو وقت پر اور باجماعت ادا کرنا ہے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے، انصار اللہ والے بھی اپنی رپورٹوں سے جائزہ لیتے ہوں گے اور جائزہ لینا چاہئے کہ باوجود اس کے کہ انصار کی عمر ایک پختہ اور سنجیدگی کی عمر ہے نماز باجماعت کی طرف اس طرح توجہ نہیں ہے جو ہونی چاہئے۔ پس انصار اللہ کو خاص طور پر سب سے زیادہ اس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ان کا ہر ممبر نماز باجماعت کا عادی ہو بلکہ ہر ناصر کو خود اپنا جائزہ لینا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ وہ نماز باجماعت کے عادی ہوں۔ سوائے بیماری اور معذوری کی صورت کے نماز باجماعت ادا کرنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر قریب کوئی مسجد اور نماز سینٹر نہیں ہے تو علاقے کے کچھ لوگ کسی گھر میں جمع ہو کر نماز باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔ اگر یہ سہولت بھی نہیں تو گھر کے افراد مل کر نماز باجماعت پڑھیں۔ اس سے بچوں کو بھی، نوجوانوں کو بھی نماز اور باجماعت نماز کی اہمیت کا احساس ہو گا۔

(خطبہ جمعہ 29 ستمبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- دے کے پھر سرور تو نے امن قائم کر دیا (منظوم)
- حضرت مسیح موعودؑ برصغیر کے حاذق اور ماہر طبیب
- میرے پیارے ابوجان

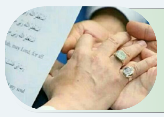

دربارِ خلافت

چوتھی شرط بیعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

پھر چوتھی شرط بیعت کی یہ ہے ’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے، نہ کسی اور طرح سے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’پہلا خلق ان میں سے عفو ہے‘‘ (معاف کرنا ہے)۔ یعنی کسی کے گناہ کو بخش دینا۔ اس میں ایصالِ خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے۔ وہ ایک ضرر پہنچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اس کو بھی ضرر پہنچایا جائے۔ سزا دلائی جائے۔ قید کرایا جائے۔ جرمانہ کرایا جائے یا آپ ہی اس پر ہاتھ اٹھایا جائے۔ پس اس کو بخش دینا اگر بخش دینا مناسب ہو تو اس کے حق میں ایصالِ خیر ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تعلیم یہ ہے۔ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: 135)۔ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (الشوریٰ: 41) یعنی نیک آدمی وہ ہیں جو غصہ کھانے کے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں۔ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو۔ لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو۔ کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو۔ یعنی عین عفو کے محل پر ہو۔ نہ غیر محل پر (یعنی اس بخشنے کا کا فائدہ ہو) تو اس کا وہ بدلہ پائے گا۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 351)

پھر فرمایا کہ:

’’انسان کو چاہئے شوخ نہ ہو۔ بے حیائی نہ کرے۔ مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔ اپنی نفسانی اغراض کی وجہ سے کسی سے بغض نہ رکھے۔ سختی اور نرمی مناسب موقع اور مناسب حال کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 609۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر عاجزی کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں: ’’اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آ کر توبہ کا دروازہ بند کر دے، توبہ کرو۔ جب کہ دُنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آ پڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہیے کہ ہر شخص تہجد میں اُٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی بات سے توبہ کریں۔ توبہ سے مراد یہ ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔‘‘ (جو انسانی عادات ہیں انسان میں، اچھے اخلاق اُن میں اپنانے کی کوشش کرو) ’’غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکساری اس کی جگہ لے لے‘‘ (غصہ کی جگہ عاجزی انکساری لے لے)۔ ’’اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا (الدھر: 9) یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 134-135۔ ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 23 / مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دے کے پھر مسرور تو نے امن قائم کر دیا

اے خدائے ذوالمنن اے مالکِ کون و مکاں
اپنے وعدے پورے کرتا آیا ہے تو ہر زماں

جب خلافت کا امیں رخصت اچانک ہو گیا
ایک عالم خوف کا ہم پر مسلّط ہو گیا

پر مرے مولا ترے وعدے تو ٹل سکتے نہیں
ہر دلِ رنجور کو تھا تیرے وعدوں پر یقیں

نور کی پھوٹی کرن اور ’بند‘ دروازہ کھلا
دے کے پھر مسرُور (ایدہ) تو نے امن قائم کر دیا

اک طرف تھا رنج اور تھی دوسری جانب خوشی
یہ تسلسل کی کڑی تھی جس نے بخشی تھی خوشی

آنے والے کے لئے دل فرشِ راہ ہم نے کئے
اور وعاؤں سے گُندھے پھر ہار لے کر ہم بڑھے

اشکبار آنکھیں تھیں اپنی، دل عزائم سے تھے پُر
حمد کے لب پر ترانے، آنکھ میں نورِ سحر

آنے والے سے دوبارہ عہد تازہ پھر کیا
آنے والے آ خوشی سے مرحبا صد مرحبا

احمدی بیگم
(وفا کے قرینے صفحہ 439)

احمدیت ایک شیریں نغمۂ اسلام ہے

احمدیّت ایک شیریں نغمۂ اسلام ہے
سارے اِنسانوں پہ یہ اللہ کا اِنعام ہے

ساقی و دِلبر ہمارا صحیفۂ قرآن
آبِ کوثر کے پلاتا یہ دَہر میں جام ہے

جانتا ہے سارا عالَم ہم ہیں عُشّاقِ رسولؐ
دعوتِ حق قریہ قریہ ہی ہمارا کام ہے

ہم محمدؐ کے سپاہی لشکرِ اِسلام ہم
دل فتح کرنا ہی آخرِ عشق کا انجام ہے

دیکھنا چاہے جو مومن کا سفینہ ڈوبتا
وہ ہدایت سے خالی بندہء، نا کام ہے

جو مقابل پر محمدؐ کے مسیحؑ کے آ گئے
ہیں گواہ یہ سارا عالَم ان کا بد انجام ہے

احمدیّت پر تو سورج اب نہیں ہوگا غروب
ہر کسی دُشمن کو ساجدؔ انتظارِ شام ہے

(اسحاق ساجدؔ، جرمنی)

ترتیب و تحقیق: ابو سدید

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ برصغیر کے حاذق اور ماہر طبیب

حضرت اقدسؑ کی طب یونانی کے خواص اور میڈیکل سائنسز کے عجائبات پر مشتمل تحقیقات

(قسط اول)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

وَالَّذِیۡ ہُوَ یُطۡعِمُنِیۡ وَیَسۡقِیۡنِ ﴿۸۰﴾ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَہُوَ یَشۡفِیۡنِ ﴿۸۱﴾

(الشعراء: 80تا81)

ترجمہ: اور وہی ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی ہے جو مجھے شفا دیتا ہے۔

جب سے انسان اس کرۂ ارض پر وارد ہوا ہے اسے آب و ہوا کی ناموافقت، غذا کی ناہمواری اور جذبات کے اتار چڑھاؤ کے سبب مختلف امراض سے نبرد آزما ہونا پڑتا رہا ہے اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ مرض اور صحت کا بہت گہرا ساتھ رہا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ مرض سے چھٹکارا پانے کے لئے انسان ہمیشہ سے مختلف تدابیر وضع کرتا رہا ہے۔ انہی تدابیر کے مجموعہ کو علم العلاج یا علم طب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ طب کے لغوی معنی علاج معالجہ کے ہیں۔ انسانی تاریخ میں آغاز سے ہی طبیب یعنی مادی بیماریوں کے علاج کے ماہر کی اہمیت بہت زیادہ رہی ہے۔ روحانی دنیا میں روحانی طبیب اور مسیحا۔ انبیاء، صوفیاء اور مصلحین کی صورت میں آتے رہے ہیں۔ سب سے بڑے روحانی طبیب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کے ہاتھوں سے ہزاروں لاکھوں مریضوں نے شفاء پائی۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی طبیب ہونے اور آپؐ کی قوت قدسیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ کیسی بدیہی اور صاف بات ہے کہ ایک طبیب اگر ناقابل علاج مریضوں کو اچھا کر دے، تو اس کو طبیب حاذق ماننا پڑے گا۔ ...اسی طرح پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاکھوں مریضانِ گناہ کو اچھا کیا۔ حالانکہ ان مریضوں میں سے ہر ایک بجائے خود ہزارہا قسم کی روحانی بیماریوں کا مجموعہ اور مریض تھا جیسے کوئی بیمار کہے سر درد بھی ہے، نزول ہے، استسقاء ہے۔ وجع المفاصل ہے، طحال ہے وغیرہ وغیرہ تو جو طبیب ایسے مریض کا علاج کرتا ہے اور اس کو تندرست بنا دیتا ہے۔ اس کی تشخیص اور علاج کو صحیح اور حکمی ماننے کے سوا چارہ نہیں ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو اچھا کیا ان میں ہزاروں روحانی امراض تھے جس جس قدر ان کی کمزوریوں اور گناہ کی حالتوں کا تصور کر کے پھر ان کی اسلامی حالت میں تغیر اور تبدیلی کو ہم دیکھتے ہیں۔ اسی قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قوت قدسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 116۔117)

حضرت مسیح موعودؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر اک آزار سے مجھ کو شفا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا دی
دوا دی اور غذا دی اور قبا دی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

(درثمین)

حضرت مسیح موعودؑ خداداد صلاحیتوں اور علم طب میں غیر معمولی تحقیق کی وجہ سے بلاشبہ برصغیر کے حاذق طبیب شمار کئے جاتے ہیں۔ آپؑ کے علم کلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے روحانی علوم کی معراج تک پہنچنے کے ساتھ ساتھ اس عظیم شعبہ میں بھی گرانقدر معلومات بہم عطا فرمائی ہیں اس مضمون میں آپؑ کے علم کلام اور روحانی خزائن میں سے طب اور اس سے متعلقہ علوم کے بارے میں مواد ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اس دور کے چوٹی کے طبیب تھے اور آپ کی نظر ان علوم پر بہت گہری تھی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو روحانی علوم کے ساتھ طب کا بھی علم عطا فرمایا گیا۔ آپؑ نے طب کا ابتدائی علم اپنے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے حاصل کیا جن کی طبابت کا برصغیر کے کناروں تک شُہرہ تھا۔

حضرت مرزا غلام مرتضیٰ کی طبی صلاحیت

حضرت مسیح موعودؑ کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نہایت قابل اور حاذق طبیب تھے۔ دُور دُور سے لوگ معالجات کی خاطر ان کے پاس آتے اور فائدہ اٹھاتے اور آپ بلا امتیاز مذہب و ملت، امیر و غریب سب کو فیضیاب کرتے۔ طب آپ کا ذریعہ معاش نہ تھا۔ بلکہ محض مخلوق الٰہی کی نفع رسانی مدنظر تھی۔ قریباً ساٹھ سال آپ نے طبابت کی۔ کسی سے ایک پیسہ تک معاوضہ میں نہیں لیا۔ حتیٰ کہ بعض رؤسا نے اپنے علاج کے بدلے انعام میں گاؤں کے گاؤں آپ کو دینے کی کوشش کی لیکن آپ نے سب ٹھکرا دیا۔ بلکہ اکثر اوقات قیمتی ادویات اپنے پاس سے دیتے اور ہمیشہ سہل الحصول علاج تجویز فرماتے۔ اگر مریض کو گھر جاکے دیکھنے کی ضرورت ہوتی تو تشریف لے جاتے۔ آپ نے طب کا علم لاہور سے پڑھا اور پھر دہلی جاکر اس علم کی تکمیل کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا علم طب پڑھنا

حضرت مسیح موعودؑ کی جب ولادت ہوئی۔ اس وقت سلسلہ مدارس جاری نہ ہوا تھا۔ صاحب استطاعت لوگ اپنے گھروں پر استاد رکھ کر اپنے بچوں کو تعلیم دلاتے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کو بھی اس طریق کے ماتحت آپ کے والد بزرگوار نے تعلیم دلائی اور اس وقت جو علوم آپ کو پڑھائے گئے ان میں سے ایک علم طب بھی تھا۔ حضرت اقدسؑ نے اپنے والد ماجد سے بھی طبابت کی کتابیں پڑھیں اور ان کی طرح ماہر اور حاذق طبیب بن گئے۔ اور پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ آپ کو خدائی الہام، کشوف اور رؤیا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علوم سے بھی ممسوح کیا گیا جو عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ غریبوں، بے سہاروں، مستحقوں اور مسکینوں کی خدمت کرنا، ان کا علاج معالجہ کرنا اور ان کو مفت ادویات مہیا کرنا آپؑ نے اپنے والد سے ورثے میں پایا تھا۔ طب آپؑ کا بھی پیشہ یا ذریعہ معاش نہ تھا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود و مہدی معہود مبعوث ہو کر اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپ کو اس قسم کے دنیاوی شعبہ جات سے کوئی سروکار نہ تھا بس آپ علم طبابت کو خدمت خلق کا ایک ذریعہ سمجھ کر اپنائے ہوئے تھے۔

فرماتے ہیں:

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

حضرت اقدسؑ اپنی بچپن کی تعلیم کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا۔ تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی۔ تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی۔ اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔ اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔ اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔ اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے۔ کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے۔‘‘

(کتاب البریّہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 179-181 حاشیہ)

چشم بصیرت سے مطالعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (1835ء-1908ء) نے اپنی روحانی آنکھ اور چشم بصیرت سے جہاں ’’علم الادیان‘‘ پر ایسی انقلابی روشنی ڈالی کہ دن چڑھا دیا وہاں ’’علم الابدان‘‘ یعنی میڈیکل سائنس اور طب کے سلسلہ میں بھی پوری عمر بے شمار روحانی تجربات و مشاہدات کے بعد دنیائے طب کے لئے ایسے بیش قیمت رہنما اصول رکھے جو صرف اور صرف ایک ربانی مصلح ہی کی خدا نما شخصیت سے مخصوص ہو سکتے ہیں اور علم طب میں ایسی نایاب اور قیمتی موتیوں سے مرصع تحقیق پیش کرنے میں آج تک طب اور میڈیکل سائنس کے ماہر

فاضلوں کا لٹریچر بہت حد تک خاموش ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے سامنے رکھی۔ اس مایہ نازعلم کو آنحضرت ﷺ نے علم ادیان کے بعد دوسرا درجہ بخشا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہ حقیقت واضح فرمائی:

’’صحت عمدہ شے ہے، تمام کاروبار دینی اور دنیاوی صحت پر موقوف ہے صحت نہ ہو تو عمر ضائع ہو جاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 244)

ضروری ادویات اپنے پاس رکھتے

حضرت مسیح موعودؑ نے باقاعدہ مطب نہیں کیا۔ کچھ تو خود بیمار رہنے کی وجہ سے اور کچھ چونکہ لوگ علاج پوچھنے آجاتے تھے۔ اس لئے آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے نہ صرف یونانی بلکہ انگریزی بھی۔۔۔

سر کے دورے اور سردی کی تکلیف کے لیے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کا منگوایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین صاحب لاہوری موجدمفرح عنبری کے سپرد تھی۔ عنبر اور مشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے۔ مشک کی تو آپ کو اس قدر ضرورت رہتی کہ بعض اوقات سامنے رومال میں باندھ رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی فوراً نکال لیا۔

(حیات طیبہ صفحہ نمبر 378)

خدا تعالیٰ خود علاج کرتا ہے

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اس دور کے ماہر، حاذق اور چوٹی کے طبیب بھی تھے۔ اور آپ کی نظر طبابت کے علوم پر بہت گہری تھی، آپؑ نے علم طب کو روحانیت کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’اصل میں انسان جوں جوں اپنے ایمان کو کامل کرتا ہے اور یقین میں پکا ہوتا جاتا ہے توں توں اللہ تعالیٰ اس کے واسطے خود علاج کرتا ہے۔ اس کو ضرورت نہیں رہتی کہ دوائیں تلاش کرتا پھرے وہ خدا تعالیٰ کی دوائیں کھاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا علاج کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 539)

طبیب اپنے بیمار کے واسطے دعا کرے

آپؑ مخلوق خدا کے ساتھ ساتھ اپنا، اپنے خاندان، عزیز و اقارب اور رفقاء خاص کا بھی علاج فرماتے اور دعا کے ذریعہ اللہ سے شفاء طلب فرماتے۔ دعا کے سلسلے میں آپؑ نے فرمایا:

’’طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 53-54)

قرآن کریم اور آنحضرتؐ کی صداقت

قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معقولی معجزات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

اب اے نئی تحقیقات پر اترانے والو! خدا کے لئے ذرا انصاف کو کام میں لاؤ اور بتلاؤ کہ کیا وہ مذہب انسانی افترا ہو سکتا ہے جس میں ایسے حقائق پہلے سے موجود ہوں اور تیرہ سو سال کی محنتوں، تحقیقاتوں اور جان کنیوں کا نتیجہ ہوں۔ یہ قرآن کریم اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معقولی معجزات ہیں اور دیکھو قلب دل کو کہتے ہیں اور قلب گردش دینے والے کو بھی کہتے ہیں۔ دل پر مدار دوران خون کا ہے۔ آج کل کی تحقیقات نے تو ایک عرصہ دراز کی محنت اور دماغ سوزی کے بعد دورانِ خون کا مسئلہ دریافت کیا لیکن اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی سے دل کا نام قلب رکھ کر اس صداقت کو مرکوز اور محفوظ کر دیا‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 170)

قرآن کریم کی عظمت اور علوم طبعی کی ترقی

’’ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کریں گے اور عملی رنگ اختیار کریں گے۔ قرآن کریم کی عظمت دنیا میں قائم ہوگی‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 362)

لمبی عمر پانے کا روحانی نسخہ

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے لمبی عمر پانے کا نسخہ تحریر فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

’’دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے، جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اٹھا لیا جاتا ہے۔۔۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خَیۡرُ النَّاسِ مَنۡ یَّنۡفَعُ النَّاسَ بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے جیسے طبابت میں حیلہ کام آتا ہے اسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 353)

مختلف اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے ہی خواص رکھے ہوتے ہیں، اس کی روشنی میں حضرت مسیح موعود اشیاء کے حقائق اور ان کے خواص کی حقیقت اور حکمت بیان کرتے ہوئے درج ذیل اقتباسات میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اشیاء میں خواص رکھتا ہے

’’خواص الاشیاء کی نسبت کبھی یہ یقین نہ کیا جاوے کہ وہ خواص ان کے ذاتی ہیں بلکہ یہ ماننا چاہئے کہ وہ خواص بھی اللہ تعالیٰ نے ان میں ودیعت کر رکھے ہیں۔ جیسے تربد اسہال لاتی ہے یا سم الفار ہلاک کرتا ہے۔ اب یہ قوتیں اور خواص ان چیزوں کے خود بخود نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نکال لے تو پھر نہ تربد دست آور ہو سکتی ہے اور نہ سنکھیا ہلاک کرنے کی خاصیت رکھ سکتا ہے نہ اسے کھا کر کوئی مر سکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 2)

حقائق الاشیاء کے ذرائع

’’مصری کی ایک ڈلی کو کان پر رکھیں، تو اس کا مزہ معلوم نہ کر سکیں گے اور نہ اس کے رنگ کو بتلا سکیں گے۔ ایسا ہی اگر آنکھ کے سامنے کریں گے، تو وہ اس کے ذائقہ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکے گی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لیے مختلف قویٰ اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم ہو اور وہ آنکھ کے سامنے پیش ہو، تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں یا آواز نکلتی ہو اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں، تو کب ممکن ہے......تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہوں گے اور خواص الاشیاء کا تجربہ بدوں تجربہ صحیحہ کے کیونکر لگ سکے گا۔ امور قیاسیہ کا پتہ عقل دے گی۔ اسی طرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دھوکہ میں مبتلا ہو کر حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 190)

خواص الاشیاء۔ ہمارے علم کی بنیاد

’’علوم ہیں ہی کیا؟ صرف خواص الاشیاء ہی کا تو نام ہے۔ سیارہ، ستارہ، نباتات کی تاثیریں اگر نہ رکھتا تو اللہ تعالیٰ کی صفت علیم پر ایمان لانا انسان کے لئے مشکل ہو جاتا۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ ہمارے علم کی بنیاد خواص الاشیاء ہے۔ اس سے یہ غرض ہے کہ ہم حکمت سیکھیں علوم کا نام حکمت بھی رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا۔ (البقرہ:270)‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 79)

اشیاء کے خواص کی حکمت

فرماتے ہیں:

’’مجھے ایک واقعہ یاد ہے۔ ڈاکٹر خوب جانتے ہیں۔ عبدالکریم نام ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس کے پیٹ کے اندر ایک رسولی تھی، جو پاخانہ کی طرف بڑھتی جاتی تھی۔ ڈاکٹروں نے اسے کہا کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اس کو بندوق مار کر مار دینا چاہئے۔ الغرض بہت سے امراض اس قسم کے ہیں جن کی ماہیت ڈاکٹروں کو بخوبی معلوم نہیں ہو سکتی مثلاً طاعون یا ہیضہ ایسے امراض ہیں کہ ڈاکٹر کو اگر پلیگ ڈیوٹی پر مقرر کیا جاوے تو اسے خود ہی دست لگ جاتے ہیں۔ انسان جہاں تک ممکن ہو علم پڑھے اور فلسفہ کی تحقیقات میں محو ہو جاوے، لیکن بالآخر اس کو معلوم ہوگا کہ اس نے کچھ ہی نہیں کیا.........انتہائے عقل ہمیشہ انتہائے جہل پر ہوتی ہے مثلاً ڈاکٹروں سے پوچھو کہ عصبہ مجوفہ کو سب وہ جانتے اور سمجھتے ہیں۔ مگر نور کی ماہیت اور اس کا کنہ تو بتلاؤ کہ کیا ہے؟ آواز کی ماہیت پوچھو تو یہ تو کہہ دیں گے کہ کان کے پردہ پر یوں ہوتا ہے اور ووں ہوتا ہے، لیکن ماہیت آواز خاک بھی نہ بتلا سکیں گے۔ آگ کی گرمی اور پانی کی ٹھنڈک پر کیوں کا جواب نہ دے سکیں گے۔ کنہ اشیاء تک پہنچنا کسی حکیم یا فلاسفر کا کام نہیں ہے۔ دیکھئے ہماری شکل آئینہ میں منعکس ہوتی ہے، لیکن ہمارا سر ٹوٹ کر شیشہ کے اندر نہیں چلا جاتا۔ ہم بھی سلامت ہیں اور ہمارا چہرہ بھی آئینہ کے اندر نظر آتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ چاند شق ہو اور شق ہو کر بھی انتظام دنیا میں خلل نہ آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اشیاء کے خواص ہیں۔ کون دم مار سکتا ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ کے خوارق اور معجزات کا انکار کرنا اور انکار کے لئے جلدی کرنا شتابکاروں اور نادانوں کا کام ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد1صفحہ 57)

خواص کے پردہ میں محجوب اشیاء

’’زمین کی ہر ایک چیز بزبان حال اپنی ثنا کر رہی ہے مثلاً سنا کہتی ہے کہ میں دوسرے درجہ کے آخری حصہ میں گرم اور اول درجہ میں خشک ہوں

اور بلغم اور سودا اور صفرا اور اخلاط سوختہ کا مسہل ہوں اور دماغ کی منقّی ہوں اور صرع اور شقیقہ اور جنون اور صداع کہنہ و درد پہلو و ضیق النفس و قولنج و عرق النساء و نقرس و تشنج عضل و داء الثعلب و داء الحیہ اور حکہ اور جرب اور بثور کہنہ اور اوجاع مفاصل بلغمی و صفراوی مخلوط باہم اور تمام امراض سوداوی کو نافع ہوں اور ریوند بول رہی ہے کہ میں مرکب القویٰ ہوں اور دوسرے درجہ کی پہلے مرتبہ میں گرم اور خشک ہوں اور بالعرض مبرد بھی بوجہ شدت تحلیل ہوں اور رطوبات فضلیہ اپنے اندر رکھتی ہوں مجفف ہوں قابض ہوں جالی ہوں اور منضج اور مقطع مواد لزجہ ہوں اور سموم باردہ کا تریاق ہوں خاص کرعقرب کیلئے اور اخلاط غلیظ اور رقیقہ کا مسہل ہوں اور حیض اور بول کی مدر ہوں اور جگر کو قوت دیتی ہوں اور اس کے اور نیز طحال اور امعاء کے سُدے کھولتی ہوں اور ریحوں کو تحلیل کرتی ہوں اور پرانی کھانسی کو مفید ہوں اور ضیق النفس اور سل اور قرحہ ریہ و امعاء اور استسقاء کی تمام قسموں اور یرقان سدی اور اسہال سدی اور ماساریقا اور ذوسنطاریا اور تحلیل نفخ اور ریاح اور اورام باردہ احشاء و تخمہ و مغص و بواسیر و نواسیر و تپ ربع کو مفید ہوں۔ اور جدوار کہتی ہے کہ میں تیسرے درجہ کے اول مرتبہ میں گرم اور خشک ہوں اور حرارت غریزی سے بہت ہی مناسبت رکھتی ہوں اور مفرح اور مقوی قویٰ اور اعضاء رئیسہ دل اور دماغ اور کبد ہوں اور احشاء کی تقویت کرتی ہوں اور تمام گرم اور سرد زہروں کا تریاق ہوں اور اسی وجہ سے زرنباد اور مشک اور زنجبیل کا قلیل حصہ اپنے ساتھ ملا کر تیزاب گوگرد اور آب قاقلہ سفید اور آب پودینہ اور آب بادیان کے ساتھ ہیضہ وبائی کو باذن اللہ بہت مفید ہوں اور مسکن اوجاع اور مقوی باصرہ ہوں اور تفتیت حصاۃ اور قلع قولنج وعسر البول و رفع تپ ربع میں نفع رکھتی ہوں اور بقدر نیم مثقال گزیدہ مار اور عقرب کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہوں یہاں تک کہ عقرب جرارہ کی بھی زہر دور کرتی ہوں اور بیدمشک اور عرق نیلوفر کے ساتھ دل کے ضعف کو بہت جلد نفع پہنچاتی ہوں اور کم ہوتی ہوئی نبض کو تھام لیتی ہوں اور گلاب کے ساتھ وجع مفاصل کو مفید ہوں اور سنگ گردہ اور مثانہ کو نافع ہوں اگر بول بند ہو جائے تو شیرہ تخم خیارین کے ساتھ جلد اس کو کھول دیتی ہوں اور قولنج ریحی کو مفید ہوں اور اگر بچہ پیدا ہونے میں مشکل پیش آ جائے تو آب عنب الثعلب یا حلبہ یا شیرہ خار خسک کے ساتھ صرف دو دانگ پلانے سے وضع حمل کرا دیتی ہوں اور ام الصبیان اور اکثر امراض دماغی اور اعصابی کو مفید ہوں اور اورام مغابن یعنی پس گوش اور زیر بغل اور بن ران اور خناق اور خنازیر اور تمام اورام گلو کو نفع پہنچاتی ہوں اور طاعون کے لئے مفید ہوں اور سرکہ کے ساتھ پلکوں کے ورم کو نفع دیتی ہوں اور دانتوں پر ملنے سے ان کے اس درد کو ساکن کر دیتی ہوں اور آنکھ میں چکانے سے رمد بارد کو دور کر دیتی ہوں اور احلیل میں چکانے سے نافع حبس البول ہوں اور مشک وغیرہ ادویہ مناسبہ کے ساتھ باہ کیلئے سخت موثر ہوں اور صرع اور سکتہ اور فالج اور لقوہ اور استرخاء اور رعشہ اور خدر اور اس قسم کی تمام امراض کو نافع ہوں اور اعصاب اور دماغ کے لئے ایک اکسیر ہوں اور اگر میں نہ ملوں تو اکثر باتوں میں زرنباد میرا قائم مقام ہے۔

غرض یہ تمام چیزیں بزبان حال اپنی اپنی تعریف کر رہی ہیں اور محجوب بانفسہا ہیں یعنی اپنے خواص کے پردہ میں محجوب ہیں اس لئے مبدء فیض سے دور پڑ گئی ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 164-163)

دیسی جڑی بوٹیوں کی اہمیت اور ان کے کارآمد ہونے کے حوالے سے فرمایا:

''ہزاروں بوٹیاں اور انسانی فطرت جیسا بوٹیاں ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں اور جمادات میں بھی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں۔ کوئی چاندی کی کان ہے، کوئی سونے کی، کوئی تانبے اور لوہے کی۔ اسی طرح پر انسانی فطرتیں مختلف قسم کی ہیں۔ بعض انسان اس قسم کی فطرت رکھتے ہیں کہ وہ ایک گناہ سے نفرت کرتے ہیں اور بعض کسی اور قسم کے گناہ سے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 15)

دیسی جڑی بوٹیاں بہت کارآمد ہوتی ہیں

سیر میں برلب سڑک خودرو بوٹیوں کی طرف اشارہ کر کے اور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کو مخاطب کر کے حضرت اقدس نے فرمایا: یہ دیسی بوٹیاں بہت کارآمد ہوتی ہیں مگر افسوس کہ لوگ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حضرت مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ بوٹیاں بہت مفید ہیں۔ گندلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہندو فقیر لوگ بعض اسی کو جمع کر رکھتے ہیں اور اسی پر گزارا کرتے ہیں۔ یہ بہت مقوی ہے اور اس کے کھانے سے بواسیر نہیں ہوتی۔ ایسا ہی کنڈیاری کے فائدے بیان کئے جو پاس ہی تھی۔

حضرت نے فرمایا:

''ہمارے ملک کے لوگ اکثر ان کے فوائد سے بے خبر ہیں اور اس طرح توجہ نہیں کرتے کہ ان کے ملک میں کیسی عمدہ دوائیں موجود ہیں جو کہ دیسی ہونے کے سبب ان کے مزاج کے موافق ہیں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 196)

سفوف بھلاوہ کی افادیت

''سفوف بھلاوہ کا ذکر تھا۔ فرمایا: باہ کے مایوسوں کے واسطے مفید ہے۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 529)

مختلف علوم کے فلسفہ اور ان کے سائنسی عجائبات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''علم اور طبیعت کی مناسبت بعض کی فطرت علم حساب اور ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق اور کلام سے لیکن خود بخود یہ استعداد مخفیہ کسی کو محاسب اور مہندس یا طبیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم استاد کا محتاج ہوتا ہے، اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی اس کو رغبت دیتا ہے اس کے مناسب یہ شعر ہے:

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل طبعش اندراں انداختند''

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 19 حاشیہ)

علم عمل الترب کے خواص

''علم عمل الترب ایک عظیم الشان علم ہے جو طبیعی کا ایک روحانی حصہ ہے جس میں بڑے بڑے خواص اور عجائبات پائے جاتے ہیں اور اس کی اصلیت یہ ہے کہ انسان جس طرح باعتبار اپنے مجموعی وجود کے تمام چیزوں پر خلیفۃ اللہ ہے اور سب چیزیں اس کے تابع کر دی گئی ہیں اسی طرح انسان جس قدر اپنے اندر انسانی قویٰ رکھتا ہے تمام چیزیں ان قویٰ کی اس طرح پر تابع ہیں کہ شرائط مناسبہ کے ساتھ ان کا اثر قبول کر لیتی ہیں...اور یاد رکھنا چاہئے کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کو اجزاء متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑیوں پر چھوڑ گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آ گئے تھے یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عمل الترب کے تجارب بتلا رہے ہیں کہ انسان میں جمیع کائنات الارض کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک قوت مقناطیسی ہے اور ممکن ہے کہ انسان کی قوت مقناطیسی اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چرند کو صرف توجہ سے اپنی طرف کھینچ لے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 504)

انسان عالم صغیر ہے

''جاننا چاہئے کہ انسان بھی ایک عالم صغیر ہے اور عالم کبیر کے تمام شیون اور صفات اور خواص اور کیفیات اس میں بھری ہوئی ہیں جیسا کہ اس کی طاقتوں اور قوتوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہر ایک چیز کی طاقت کا یہ نمونہ ظاہر کر سکتا ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 173 حاشیہ)

نادر الوقوع عجائبات

''بڑی غلطی جو حکما کو پیش آتی ہے اور بڑی بھاری ٹھوکر جو ان کو آگے قدم رکھنے سے روکتی ہے یہ ہے کہ وہ امور کثیر الوقوع کے لحاظ سے نادر الوقوع کی تحقیق کے درپے نہیں ہوتے اور کچھ ان کے آثار چلے آتے ہیں ان کو صرف قصے اور کہانیاں خیال کر کے اپنے سر پر سے ٹال دیتے ہیں حالانکہ یہ قدیم سے عادت اللہ ہے جو امور کثیر الوقوع کے ساتھ نادر الوقوع عجائبات بھی کبھی کبھی ظہور میں آتے رہتے ہیں اس کی نظیریں بہت ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے اور حکیم بقراط نے اپنی ایک طبی کتاب میں چند چشم دید بیماروں کا بھی حال لکھا ہے۔ جو قواعد طبی اور تجربہ اطباء کے رو سے وہ ہرگز قابل علاج نہیں تھے مگر ان بیماروں نے عجیب طور پر شفا پائی جس کی نسبت ان کا خیال ہے کہ یہ شفا بعض نادر تاثیرات ارضی یا سماوی سے ہے۔ اس جگہ ہم اس قدر اور لکھنا چاہتے ہیں کہ یہ بات صرف نوع انسان میں محدود نہیں کہ کثیر الوقوع اور نادر الوقوع خواص کا اس میں سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اگر غور کر کے دیکھیں تو یہ دوہرا سلسلہ ہر یک نوع میں پایا جاتا ہے مثلاً نباتات میں سے آک کے درخت کو دیکھو کیسا تلخ اور زہر ناک ہوتا ہے مگر کبھی مدتوں اور برسوں کے بعد ایک قسم کی نبات اس میں پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت شیریں اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شخص نے اس نبات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدیمی تلخی کو دیکھتا آیا ہو بے شک وہ اس نبات کو ایک امر طبعی کی نقیض سمجھے گا ایسا ہی بعض دوسری نوع کی چیزوں میں بھی دور دراز عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر ظہور میں آ جاتا ہے کچھ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔''

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 ص 98)

علوم فلسفہ طب بذریعہ اہل عرب آئے

''انگریزوں کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ انگلستان میں علوم و فنون کا پودہ عرب کے عالیشان مدارس سے آیا ہے اور دسویں صدی میں جب کہ یورپ جہالت میں پڑا ہوا تھا۔ اہل یورپ کو تاریکی جہالت سے علم و عقل کی روشنی میں لانے والے مسلمان ہی تھے۔ (دیکھو صفحہ 95 کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب) ایسا ہی رائے بہادر ڈاکٹر چیتن شاہ صاحب آنریری سرجن اور ڈاکٹر دتا مل صاحب سول سرجن پنجاب ریویو جلد نہم میں لکھتے ہیں کہ اہل یورپ کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تمام علوم فلسفہ طب وغیرہ بذریعہ اہل عرب ان تک پہنچے ہیں۔ کیمسٹری یعنی علم کیمیا بھی اہل یورپ

نے عروج سلطنت اسلامیہ میں عربوں سے حاصل کیا ہے۔ اگرچہ ہندی طبابت نے (جو بزعم آریوں کے ویدوں سے لی گئی ہے) جو ہماری اپنی وطنی طبابت ہے یونانی اور انگریزی طبابت سے کوئی چیز عاریتاً نہیں لی۔‘‘

(شحنۂ حق، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 362)

پیوند کاری اور انسانی صانعیت

’’یورپ کے اکثر کاریگر دانتوں کی جگہ دانت اور آنکھ کی پتلی کی جگہ آنکھ کی پتلی اور ٹانگوں کی جگہ ٹانگ اور بالوں کی جگہ مصنوعی بال لگا کر گزارہ چلا دیتے ہیں۔ بعض حکیموں نے چاند بنا کر اور چڑھا کر محدود حد تک اس کی روشنی سے کام لیا ہے بعض نے پرند بنا کر کنجی دینے سے ایک حد تک انہیں اڑا کر دکھلا دیا ہے اور بعض نے مینہ برسنے کی ترکیب نکالی اور کسی حد کے اندر اندر مینہ برسا دیا ایسا ہی قسم قسم کے پھول اور پھل اور موتی و دیگر جوہرات ایسے بنائے گئے ہیں جو دیکھنے والوں کو حیران کر دیا ہے اور ابھی انسان کی صانعیت کی کچھ انتہا نہیں کیونکہ وہ ترقیات غیر محدود کے لئے پیدا کیا گیا ہے جن کی تحصیل کے لئے وہ فطرتاً مشغول ہے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 201 حاشیہ)

کیمرہ کے ذریعہ امراض کی تشخیص

’’یہ آلہ جس کے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے آنحضرت ﷺ کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہو سکتی ہے ایک اور آلہ تصویر کا نکلا ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے اور وجع المفاصل ونقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لئے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے اور اہل فراست کے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 366)

نیک نطفہ پر روح القدس کا اثر

’’جب بچہ پیٹ میں پڑتا ہے تو اس وقت اگر بچہ سعید اور نیک ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر روح القدس کا سایہ ہوتا ہے اور اگر بچہ شقی ہے اور بد ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر شیطان کا سایہ ہوتا ہے۔‘‘

(رسالہ دعوت قوم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 56)

انسانی جسم میں سلسلہ تحلیل

’’ کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ (المآئدہ:76)

یعنی وہ دونوں حضرت مسیحؑ اور آپ کی والدہ صدیقہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اب آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کیوں کھانا کھاتا ہے اور کیوں کھانا کھانے کا محتاج ہے۔ اس میں اصل بھید یہ ہے کہ ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ اور جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا بدن بدل ما تحلل ہو جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی جو غذا کھائی جاتی ہے اس کا بھی روح پر اثر ہوتا ہے کیونکہ یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ کبھی روح جسم پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور کبھی جسم روح پر اپنا اثر ڈالتا ہے جیسے اگر روح کو یکدفعہ کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس خوشی کے آثار یعنی بشاشت اور چمک چہرہ پر بھی نمودار ہوتی ہے اور کبھی جسم کے آثار ہنسنے رونے کے روح پر پڑتے ہیں۔‘‘

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 92)

علم طب کی حقیقت، کرشمے اور فوائد کے بارے میں حضرت اقدس فرماتے ہیں:

طبابت بہت عمدہ پیشہ ہے

فرمایا: ’’تحصیل دین کے بعد طبابت کا پیشہ بہت عمدہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 334)

ماموروقت کے یہ الفاظ طبیبوں اور ڈاکٹروں کے لئے ایک سنہری سرٹیفکیٹ کا درجہ رکھتے ہیں۔

عمیق در عمیق طب

’’ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں۔ جو طب جسمانی کے قواعد کلیہ اور اصول علمیہ اور ستہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم الابدان اور علم الادیان میں نہایت گہرے اور عمیق تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طب جسمانی کی کتابیں تھیں۔ قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طب جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہائت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 103)

طب کے وراء محکمہ

’’طب تو ظاہری محکمہ ہے۔ ایک اس کے وراء محکمہ پردہ میں ہے جب تک وہاں دستخط نہ ہو کچھ نہیں ہوتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 353)

ہر قوم کو طب سے استفادہ کرنا چاہئے

چند مولوی اور مدرسہ طبیہ کے چند طالب علم اور طبیب آئے۔ طب کا ذکر درمیان میں آیا۔ حضرت نے فرمایا:

’’مسلمانوں کو انگریزی طب سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ اَلْحِکْمَةُ ضَآلَّةُ الْمُؤْمِنِ حکمت کی بات تو مومن کی اپنی ہے۔ گم ہو کر کسی اور کے پاس چلی گئی تھی۔ پھر جہاں سے ملے جھٹ قبضہ کر لے اس میں ہمارا یہ منشا نہیں کہ ہم ڈاکٹری کی تائید کرتے ہیں بلکہ ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ بموجب حدیث کے انسان کو چاہئے کہ مفید بات جہاں ملے وہیں سے لے لے۔ ہندی، جاپانی، یونانی، انگریزی ہر طب سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے اور اس شعر کا مصداق اپنے آپ کو بنانا چاہئے۔

تمتع ز ہر گوشہ یافتم
ز ہر خرمنے خوشہ یافتم

تب ہی انسان کامل طبیب بنتا ہے۔ طبیبوں نے تو عورتوں سے بھی نسخے حاصل کئے ہیں... لَیْسَ الْحَکِیْمُ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ لَیْسَ الْحَلِیْمُ اِلَّا ذُوْعَثْرَةٍ۔ حکیم تجربہ سے بنتا ہے اور حلیم تکالیف اٹھا کر حلم دکھانے سے بنتا ہے اور یوں تو تجربوں کے بعد انسان رہ جاتا ہے کیونکہ قضاو قدر سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد4 صفحہ 507)

طبی کرشمے اور عجائبات

’’مسیح کے معجزات جو قصص کے رنگ میں ہیں ان سے کوئی فوق العادت تائید الٰہی کا پتہ نہیں لگتا۔ جبکہ آج اس سے بڑھ کر طبی کرشمے اور عجائبات دیکھے جاتے ہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ خود انجیل میں ہی لکھا ہے کہ ایک تالاب تھا جس میں ایک وقت غسل کرنے والے شفا پا لیتے تھے اور اب تک یورپ کے بعض ملکوں میں ایسے چشمے پائے جاتے ہیں اور ہمارے ہندوستان میں بھی بعض چشموں یا کنوؤں کے پانی میں ایسی تاثیریں ہوتی ہے۔ تھوڑے دن ہوئے اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ کنوئیں کے پانی سے جذامی اچھے ہونے لگے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 85)

طبابت ظنی علم ہے

’’علم طبابت ظنی ہے۔ کسی کو کوئی دوا پسند کسی کو کوئی۔ ایک دوا ایک شخص کے لیے مضر ہوتی ہے دوسرے کے لئے وہی دوا نافع، دوائیوں کا راز اور شفا دینا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی کو یہ علم نہیں۔ کل ایک دوائی میں استعمال کرنے لگا تو الہام ہوا ’’خطرناک‘‘ دوائیں اندازہ کرنے پر مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ضرورتوں کو لینا چاہئے۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 437)

بعض ادویہ کی بعض کے ساتھ مناسبت

طب اور معالجات کا تذکرہ تھا۔ فرمایا:

’’یہ سب ظنی باتیں ہیں علاج وہی ہے جو خدا تعالیٰ اندر ہی اندر کر دیتا ہے جو ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ علاج یقینی ہے وہ اپنے مرتبہ اور حیثیت سے آگے بڑھ کر قدم رکھتا ہے۔ بقراط نے لکھا ہے کہ میرے پاس ایک دفعہ ایک بیمار آیا میں نے بعد دیکھنے حالات کے حکم لگایا کہ یہ ایک ہفتہ کے بعد مر جائے گا۔ تیس سال کے بعد میں نے اس کو زندہ پایا۔

’’بعض ادویہ کو بعض کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دوا مفید پڑتی ہے اور دوسرے کے واسطے ضرر رساں ہوتی ہے۔ جب برے دن ہوں تو مرض سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر مرض سمجھ میں آ جائے تو پھر علاج نہیں سوجھتا۔ اسی واسطے (مومن) جب ان علوم کے وارث ہوئے تو انہوں نے ہر امر میں ایک بات بڑھائی۔ نبض دیکھنے کے وقت سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرہ:33) کہنا شروع کیا اور نسخہ لکھنے کے وقت ھُوَالشَّافِیْ لکھنا شروع کیا۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 296)

علاج کی پانچ صورتیں

اسی طرح فرمایا:

’’علاج کی چار صورتیں تو عام ہیں دوا سے، غذا سے، عمل سے، پرہیز سے علاج کیا جاتا ہے۔ ایک پانچویں قسم بھی جس سے سلب امراض ہے وہ توجہ ہے...... دعا بھی توجہ ہی کی ایک قسم ہوتی ہے توجہ کا سلسلہ کڑیوں کی طرح ہوتا ہے جو لوگ حکیم اور ڈاکٹر ہوتے ہیں ان کو اس فن میں مہارت پیدا کرنی چاہیئے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 280)

دوران خون کا مسئلہ

دیکھو قلب دل کو کہتے ہیں اور قلب گردش دینے والے کو بھی کہتے ہیں۔ دل پر مدار دوران خون کا ہے۔ آجکل کی تحقیقات نے تو ایک عرصہ دراز کی محنت اور دماغ سوزی کے بعد دوران خون کا مسئلہ دریافت کیا لیکن اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی سے دل کا نام قلب رکھ کر اس صداقت کو مرکوز اور محفوظ کر دیا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 170)

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

حافظ ڈاکٹر فارعہ منصور۔ کرائیڈن برطانیہ

میرے پیارے ابوجان

مکرم منصور احمد تاثیر (مرحوم)

جنت ماں کے قدموں تلے ہے مگر باپ اس جنت کے دروازے کی کنجی ہے جس کے ذریعے تم اس جنت کے وارث بن سکتے ہو۔ باپ وہ درخت ہے جس کے سائے میں تم بے فکری سے اپنی زندگی گزارتے ہو۔ وہ ایسا سایہ دیتا ہے جس سے دنیا کی گرمی محسوس نہیں ہوتی۔ وہ نہ صرف خوراک دیتا ہے بلکہ اس کی مضبوط جڑیں تمہاری محافظ ہوتی ہیں اور اس درخت کی بدولت اولاد اپنے اپنے گھونسلے بنا سکتی ہے باپ اور بیٹی کا رشتہ بہت انمول ہوتا ہے۔ میرا اور میرے ابا کا رشتہ بھی کچھ ایسا تھا۔ میں نے اپنی 27 سالہ زندگی میں چند ہی مہینے شاید ابو کے بغیر گزارے ہوں گے۔ ہم دوست، ہم راز، ایک دوسرے کا سہارا اور ایک دوسرے کی طاقت تھے۔ شاید اپنا اور اپنے ابو کا رشتہ الفاظ میں بیان کر بھی نہ سکوں۔

ابا کا بچپن بہت ہی نیک بزرگوں کی صحبت میں گزرا جن میں سے ایک مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ تھے۔ ابا کی دعاؤں میں اثر تھا اور ہاتھ میں شفا تھی یہ ان بزرگوں کی وجہ سے ہی تھا لوگ ان سے دعائیں کراتے استخارہ بھی کرواتے اور ان سے دم کروانے بھی آتے اکثر لوگ آدھی رات کو دم کروانے کے لیے آجاتے اور وہ ہمیں بتائے بغیر اس کو دم کرنے کے لیے اس کے گھر چلے جاتے اور پوچھنے پر کہتے کہ وہ تکلیف میں تھا تو میں کیوں نہ جاتا؟ میں وقت ضائع کرتا تم لوگوں کو پیچھے بتانے کے لئے آتا کہ میں اس کو دم کرنے جارہا ہوں؟ لوگوں کے لئے مسیحا تھے دعائیں بھی کرتے تھے ایک بار میں نے بولا ابا کل سے امتحانات شروع ہو رہے ہیں آپ میرے لیے دعا کریں ہم شام کو کچھ چیز لینے کے لیے بازار گاڑی میں جارہے تھے تو راستے میں ابا کو کئی لوگ ملے۔ اس دن میں نے غور کیا کہ ابا تو سارا راستہ ہاتھ نیچے نہیں کرتے ہر طرف سے سلام شاہ جی سلام شاہ جی کی آوازیں آتی ہیں اور ہر طبقے کے لوگ ابا کو سلام کر رہے ہیں اور باہر گزرتے ہوئے عام سے عام آدمی کو بھی چاہے وہ مستری ہو مزدور ہو کوئی صفائی کرنے والا ہو اس کو بولتے کل سے بیٹی کا امتحان ہے دعاؤں میں یاد رکھنا سب۔ میں حیرت اور مذاق کے لہجے سے بولی کہ ابا کسی کام کے بندے کو بھی دعا کے لیے کہہ دیں۔ ابا ناراضگی کے لہجے میں بولے یہی تو لوگ ہیں جن کی خدا سنتا ہے یہ لوگ سچے دل سے دعا کرتے ہیں۔ کس کی دعا کب سنی جائے تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو بڑے بڑے لوگوں کو دعا کے لیے کہو گی تو شاید وہ تمہارے لئے دعا نہ کرے مگر یہ انسان جن کو تم کم سمجھ رہی ہو میرے حق میں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ انہی لوگوں کی دعائیں مجھے لگتی ہیں میں تو انہیں لوگوں کو دعا کے لیے کہوں گا۔

ابا صوم وصلاۃ کے پابند قرآن بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ بہت مہمان نواز تھے گھر میں کوئی بھی آتا تو اس کو کچھ کھائے پیئے بغیر نہ جانے دیتے۔ ہر رشتہ دار کا خیال رکھتے ہر کسی کی خوشی اور غمی میں پہنچتے نہ صرف اپنے ماں باپ کی بلکہ اپنے بیوی بچوں کے آگے سسرال تک ہر کسی کو خوشی سے ملتے ہر کسی کی خدمت کرتے ہر غریب اور ضرورت مند کی مدد کرتے اور پردہ پوشی سے کرتے۔ گرمی میں سڑک پر کوئی کام کر رہا ہوتا تو گھر سے ٹھنڈا جوس لے کر جاتے اور ان کو پلاتے گھر میں کام کرنے والوں کو کبھی زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے نہیں دیا بلکہ ساتھ میز پر بٹھا کر کھانا کھلاتے اور ان کی ہر ضرورت کو جہاں تک ہو سکتا پورا کرتے۔ غصے کے تیز تھے غلط بات ان سے بالکل برداشت نہیں ہوتی تھی کبھی غصے میں جھڑک بھی دیتے کسی کو کچھ کہہ بھی دیتے مگر دل میں کبھی کسی کے لیے کوئی بدگمانی یا کوئی بغض نہیں رکھتے تھے غیبت سے پرہیز کرتے تھے اگر کہیں ہوتی تھی تو خاموش رہتے تھے۔

خلافت سے والہانہ عشق تھا جماعت کا کوئی بھی عہدہ کوئی کام ملتا اسے پوری ایمانداری اور دل لگی سے کرتے۔ خلیفہ وقت کے خطبے سنتے تو شہداء کا ذکر ہوتا یا صحابہ کرام کا ذکر ہوتا تو بہت روتے اتنا روتے کہ کبھی کبھی ہچکی بن جاتی خلیفہ وقت کسی خطبے میں کسی کی وفات کا اعلان کرتے تو بہت روتے اور کہتے کتنے خوش نصیب لوگ ہیں کہ خلیفہ وقت ان کا ذکر کر رہے ہیں اور الحمد للہ یہ خوش نصیبی ابا کے حصے میں بھی آئی۔

ابا نے دفتر حفاظت مرکز، صدر عمومی اور امور عامہ میں بہت سال کام کیا۔ ادھر ایسی خبریں ہوتی ہیں جو بعض اوقات آگ کی طرح پھیل جاتیں اور جب ہمیں بھی لوگوں سے پتہ لگتا کہ آج یہ ہوا آج یہ ہوا ہم آپ کو کہتے تھے ابا سب لوگوں کو پتہ لگ جاتا ہے آپ ہمیں گھر آ کر کوئی بات نہیں بتاتے ہیں۔ ابا غصے میں آجاتے اور کہتے وہاں جو ہوتا ہے وہ میرے پاس ایک امانت ہے میں اس کا ذکر کسی سے نہیں کروں گا ہاں تم لوگوں سے پتہ لگ جاتا ہے تو یہ علیحدہ بات ہے مگر میں اپنی امانت میں خیانت نہیں کر سکتا اور گھر آ کر جماعت کی کوئی بات تم لوگوں کو نہیں بتاؤں گا۔

بچوں کے رشتہ کرتے وقت ابا نے کبھی کچھ اور نہیں دیکھا صرف نیکی اور تقوی دیکھا نہ کبھی پوچھا کہ کماتے کتنا ہیں گھر کیسا ہے کیا دیں گے صرف نیکی دیکھی اور ہمارے رشتے منسوب کر دیے الحمد للہ آج ہم چاروں بہن بھائی اپنے گھروں میں بہت خوش اور پرسکون، ابا کی دعاؤں کی بدولت زندگی گزار رہے ہیں۔

میرے والد بہت سی خوبیوں کے مالک تھے مگر ایک وقف نو بیٹی کی تربیت کے لیے ساری زندگی جیسے انھوں نے میرا ساتھ دیا وہ میری شخصیت کے لیے بہت اہم ثابت ہوا۔ انہیں میری ہر چیز کی فکر رہتی تھی میری نماز، قرآن، دین و دنیا دونوں کی ترقی غرض ہر چیز کی۔ اور یقیناً ہر بچے کی تربیت کے لئے ماں کے ساتھ باپ کا بھی کردار بہت اہم ہوتا ہے۔

چھوٹی عمر سے ہی وہ مجھے ایک مقرر بنانا چاہتے تھے اپنی تحریروں کا اپنے علم کا سارا اثر مجھ میں ڈالنا چاہتے تھے۔ میں نصرت جہاں اکیڈمی کی طالبہ تھی۔ کلاس پریپ میں تھی۔ تقاریر کے مقابلے کا اعلان ہوا میں نے ہر چیز میں حصہ لیا۔ اردو کی تقریر ابا نے لکھ کر دی اور دن رات ہم اس کی مل کر تیاری کرتے میری والدہ نے کہا اس کی انگریزی کی تقریر ابھی تک تیار نہیں میں چاہتی ہوں یہ اس میں بھی حصہ لے مگر آپ تو جانتے ہیں میں پڑھی لکھی نہیں ہوں اس میں بھی آپ کو ہی کچھ کرنا ہوگا ابا نے بولا اچھا تم کسی انگریزی مقرر سے اس کی تقریر لکھوا لو باقی ہم تیاری کریں گے۔ جب تقریر آئی تو ابا نے انگریزی کے ہر لفظ کو اردو کی تحریر میں لکھ دیا جس سے میری اماں بآسانی انگریزی پڑھ سکتی تھیں۔ تقریر تو انگریزی کی تھی مگر لکھی ہوئی اردو میں تھی۔ اماں ابا نے مجھے اس طرح تقریر یاد کرا دی کہ کاغذ کی ضرورت ہی نہیں رہی اور میں نے پوزیشن حاصل کر لی اہم بات یہ نہیں ہے اہم بات یہ ہے کہ اس دن مجھ میں جو ہمت آئی ایک کلاس کی بچی کو جو بات اب تک یاد ہے وہ میری ماں کی خوشی اور اس کا اعتماد تھا جو شاید دوسری ماؤں کو دیکھ کر اس میں احساس کمتری آ رہی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو انگریزی نہیں بلوا سکتی مگر ابا کے اعتماد سے اور ان کی یہ کوشش کہ میری بیٹی کو کسی میدان میں ہماری کمی کی وجہ سے پیچھے نہ رہنا پڑے اور انہوں نے اپنی بیٹی اور بیوی دونوں کو ایسا اعتماد دلایا جو آج تک قائم ہے۔

میری تربیت میں وہ ہر پہلو پر غور کرتے۔ اسکول میں تیسری جماعت تک اس وقت شرٹ کا رواج تھا جب میں تیسری جماعت میں ہوئی تو اماں کو بولا کل اس کا کلاس کا پہلا دن ہے نئی جماعت کا جاؤ اس کا یونیفارم لے آؤ اور یاد رہے کہ شلوار قمیض لانا۔ صبح میں تیار ہوئی تو رونے لگی کہ کلاس میں کوئی یہ نہیں پہن کر آیا ہوں گا میں عجیب لگوں گی سب میرا مذاق اڑائیں گے اور ٹیچر نے پوچھا تو؟ ابا نے پاس بلا کر کہا کہ یہ کوئی پوچھے تو کہنا میں وقف نو بچی ہوں اور میرے ابو نے بولا ہے کہ آج سے تم شلوار قمیض ہی پہنو گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ یونیفارم چیکنگ میں جب مجھے روکا گیا تو میرا یہ جواب سنتے ہی انہوں نے مجھے پیار کیا اور ٹیچر نے بولا جو ابا کہتے ہیں وہ ٹھیک کہتے ہیں اس دن میرا اعتماد اور بڑھ گیا اور میں سر اٹھا کر فخر سے سارا دن سکول میں بیٹھی اور چند ماہ بعد اسکول انتظامیہ کی طرف سے تیسری جماعت سے ہی شلوار قمیض یونیفارم میں داخل ہوگئی۔

مجھے اماں ابا نے حافظ قرآن بنایا۔ یہ بھی ان کی میرے بچپن سے خواہش تھی اور اس کے لیے انہوں نے محنت بھی بہت کی۔ بچپن سے ہی میرے دل میں قرآن کا عشق ڈالا تب جا کر یہ ان کی خواہش نہیں بلکہ میری بھی خواہش بن گئی سکول میں پریپ جماعت میں داخل ہونے سے پہلے مجھے ناظرے سے قرآن مکمل کروایا اور قصیدہ بھی حفظ کروایا تا کہ میری عربی میں زبان کھلے اور حفظ اسکول جانے سے پہلے مجھے قرآن کی قرأت قواعد اور اس کو ترجمہ کے ساتھ مکمل یاد کروایا۔ اسکول میں رکشے پر میں آتی جاتی تھی مگر جب حفظ سکول جانے لگی تو ابا خود چھوڑ کے جاتے خود لینے آتے کہ اس کے پاس قرآن ہوتا ہے اس کے لیے انہوں نے موٹر سائیکل بھی خریدا۔ ڈیڑھ سال دونوں نے میرے ساتھ بہت محنت کی میں نے قرآن کے فائنل امتحان میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کا ریکارڈ بنایا اور دوسرا ریکارڈ سب سے کم دنوں میں قرآن کا ٹیسٹ دینے کا بنایا ابا بہت خوش تھے مگر میں نے اپنے حافظ قرآن ہونے کے معاملے میں ہمیشہ ان کو پریشان پایا تھا وہ ہمیشہ ہی کہتے کہ اس کو صرف یاد نہیں کرنا ہے بلکہ تا عمر اس کو یاد رکھنا اصل مقصد ہے۔ فارعہ! اگر تم اس کو بھول گئی تو بہت گناہ ہے۔ اتنے سال گزر گئے میں بڑی ہوگئی ان کو شاید میری تعلیم کی کبھی اتنی فکر ہوئی نہ شادی کی۔ فکر تھی تو صرف کہ قرآن پڑھا تم نے؟ یاد رکھو اسے۔ روز سناؤ۔ رمضان آتے ہی کہتے گھر کی عورتوں کو تراویح پڑھاؤ اور واقعی ایسا کرنے سے میرا قرآن پختہ ہوتا چلا گیا۔ اب وہ نہیں ہیں مگر خدا کرے کہ یہ قرآن میرے سینے میں ہمیشہ میرے ساتھ رہے اور ابا آپ کو کوئی شرمندگی نہ ہو اگلے جہان میں۔ آمین

میرا سرگودھا میڈیکل کالج میں ایڈمیشن ہوا تو کہنے لگے کہ تم وہاں جارہی ہو جہاں غیر احمدی بھی بہت سارے لوگ ہوں گے تو تمہیں اپنے کردار سے اپنی عادات سے اپنے عمل سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ تم ایک احمدی لڑکی ہو اصل امتحان وہ نہیں جو تم کالج کے پرچے دو گی بلکہ یہ ہوگا کہ تم وہاں پر لوگوں کو اپنے کردار سے ان کا دل جیتو گی اور یہ ظاہر کرو کہ ہم احمدی جو ہیں وہ کتنے مخلص لوگ ہیں۔

ان پانچ سالوں میں ابا نے میرا بہت ساتھ دیا ہر سال کے امتحان ابا مجھے خود دلوانے جاتے وہاں باہر کھڑے رہتے اور میرا انتظار

بقیہ صفحہ 10 پر

جاوید اقبال ناصر۔مربی سلسلہ جرمنی

غیظ وغضب

غیظ وغضب کیا ہے؟

غیظ وغضب عربی زبان کے الفاظ ہیں۔جس کے معنی طیش، غصہ، تاؤ، خفا ہونا، ناراض ہونا کے کیے جاتے ہیں۔انگلش میں anger اور Temper اس کے مطالب ہیں۔غصہ ایک ایسی آگ ہے جس سے انسان کے اندر جوش پیدا ہوجاتا ہے۔دل کی دھڑکن تیز، چہرہ سرخ، نبض کی رفتار زیادہ اور سانس پھولنے لگتی ہے۔ایسی حالت میں بعض اوقات ایک مہذب اور خوبصورت آدمی کی شکل خوفناک نظر آنے لگ جاتی ہے۔غیظ وغضب کی حالت میں کی ہوئی حرکات پر بعد میں ندامت و پریشانی ہوتی ہے۔کئی دفعہ تو ہلاکت و تباہی اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔غضب میں کہے ہوئے الفاظ دوسرے کے دل کو زخمی کرجاتے ہیں اور یہ زخم رہتی دُنیا تک نہ دیکھائی دینے کے باوجود قائم و دائم رہتے ہیں۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ زبان کا زخم تلوار کے زخم سے گہرا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں سوچنے اور سمجھنے کی طاقت موقوف ہو جاتی ہے۔یہ شیطان کی طرف سے آتا ہے اور اُس پر قابو پانے کی تاکید اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بارہا دفعہ کی ہے۔جیسا کہ فرمایا اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔(آل عمران:135) وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ایک اور جگہ فرمایا وَالَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا ہُمۡ یَغۡفِرُوۡنَ۔(الشوریٰ:38) اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں اور جب وہ غضبناک ہوں تو بخشش سے کام لیتے ہیں۔

غصہ کیوں آتا ہے اور ضبط کیسے کیا جا سکتا ہے؟

انگلش میں Anger Management سے مراد غصہ پر ضبط کرنا لیا جاتا ہے۔ماہرینِ نفسیات نے اس کی چند ایک وجوہات بیان کرتے ہوئے ان کا حل بھی تجویز کیا ہے۔جن میں چند ایک یوں ہیں:

غصہ آنے کی ایک بڑی وجہ انسان کے اندر کا Ego ہے۔جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنے لگتا ہے۔تکبر اور انّا کی بیماری پیدا ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں کو کم تر سمجھتا ہے اور اُن کی بات برداشت کرنا مشکل ہوجاتی ہے۔اور غصہ آنے لگتا ہے۔اگر غصہ کرنے والے کے اندر عاجزی و انکساری آجائے تو وہ اِس بیماری سے نجات پا سکتا ہے۔

خواہشات کو بڑھا لیا جاتا ہے اور جب اُن کو پورا نہیں کر پاتا تو غیظ و غضب پیدا ہونے لگتا ہے۔اس کا حل یہ ہے کہ توقعات اور خواہشات کو کم کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر راضی رہا جائے۔

نیند میں کمی یا زیادتی بھی غصے کی وجہ بن جاتی ہے۔اگر اس کا خیال رکھا جائے تو بھی غصہ پر کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

آج کل غصہ آنے کی ایک بڑی وجہ ورزش کا نہ کرنا بھی ہے۔لیکن اگر روزانہ ہلکی پھلکی سیر ہی کر لی جائے تو اس مرض کو کم کیا جا سکتا ہے۔

زیادہ کام اپنے اُوپر لے لینے سے بھی ایک انسان اس میں شکار ہونے لگتا ہے۔کیونکہ وہ اپنا کام مکمل نہیں کر پاتا جس کی وجہ سے ذہنی دباؤ کا شکار ہوجاتا ہے۔اور چھوٹی چھوٹی بات پر غصہ آجاتا ہے۔اس لیے چاہیے کہ کام میں عتدال ہو۔

نبی پاک ﷺ کے بتائے ہوئے طریق سے اس کا حل:

سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، قَالَ اسْتَبَّ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا يَغْضَبُ وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ « إِنِّي لأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ »۔ (مسلم۔كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ۔باب فَضْلِ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ)

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا تو ان میں سے ایک غضبناک ہونے لگا اور اُس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔نبی کریم ﷺ نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ یہ کلمہ «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» پڑھے تو غصہ جاتا رہے گا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَنَا: إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ»۔”۔(سنن ابی ابو داؤد،كِتَاب الْأَدَبِ، ما يقال عند الغضب)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ہمیں فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر اُس کا غصہ جاتا رہے تو ٹھیک نہیں تو پھر لیٹ جائے۔

حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ الْقَاصُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَتَوَضَّأْ».

(سنن ابی ابو داؤد،كِتَاب الْأَدَبِ، ما يقال عند الغضب)

حضرت ابو وائل قاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غصہ شیطان کی طرف سے آتا ہے اور شیطان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے، اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، لہٰذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرلے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔۔ أَلَا وَخَيْرُهُمْ بَطِيءُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الْفَيْءِ، أَلَا وَشَرُّهُمْ سَرِيعُ الْغَضَبِ بَطِيءُ الْفَيْءِ۔۔ أَلَا وَإِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِي قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، أَمَا رَأَيْتُمْ إِلَى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ فَمَنْ أَحَسَّ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ فَلْيَلْصَقْ بِالْأَرْضِ۔

(ترمذی،كتاب الفتن عن ﷺ،باب ماجاء ما اخبر النبی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں بہترین شخص وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے اور جلد چلا جائے اور بدترین شخص وہ ہے جسے غصہ جلد آئے اور دیر سے جائے۔سنو! یقیناً غصہ کے وقت ابن آدم کے دل میں ایک انگارہ ہوتا ہے۔کیا تم دیکھتے نہیں کہ غصے کے وقت آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں؟۔لہٰذا جسے بھی غصہ آئے وہ زمین پر بیٹھ جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل وفکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہوجاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 180۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہوجاتا ہے۔گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔جو مغلوب الغضب ہوتا ہے۔اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 126-127۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ غصہ پر ضبط کرنے کا ایک ایمان افزاء واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«اس بارہ میں حضرت علی کی ایک مثال بڑی ایمان افزاء ہے۔جنگ خیبر میں ایک بہت بڑے یہودی جرنیل کے مقابلہ کے لئے نکلے اور بڑی دیر تک اس سے لڑتے رہے چونکہ وہ بھی لڑائی کے فن کا ماہر تھا اس لئے کافی دیر تک مقابلہ کرتا رہا۔آخر حضرت علیؓ نے اسے گرا لیا اور آپ اس کی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن کاٹ دیں۔اتنے میں اس یہودی نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔اس پر حضرت علیؓ اسے چھوڑ کر الگ کھڑے ہوگئے۔وہ یہودی سخت حیران ہوا کہ انہوں نے یہ کیا کیا؟ جب یہ میرے قتل پر قادر ہو چکے تھے تو انہوں نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟ چنانچہ اس نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے چھوڑ کر الگ کیوں ہوگئے۔آپ نے فرمایا کہ میں تم سے خدا کی رضا کے لئے لڑ رہا تھا مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو مجھے غصہ آگیا اور میں نے سمجھا کہ اب اگر میں تم کو قتل کروں گا تو میرا قتل کرنا اپنے نفس کے لئے ہوگا، خدا کے لئے نہیں ہوگا۔پس میں نے تمہیں چھوڑ دیا تا کہ میرا غصہ فرو ہوجائے اور میرا تمہیں قتل کرنا اپنے نفس کے لئے نہ رہے۔یہ کتنا عظیم الشان کمال ہے کہ عین جنگ کے میدان میں انہوں نے ایک شدید دشمن کو محض اس لئے چھوڑ دیا تا کہ ان کا قتل کرنا اپنے نفس کے غصہ کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو»۔

(سیر روحانی، مطبوعہ 2017 قادیان، صفحہ 150)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی ذہنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو کبھی بھی تباہ و برباد نہ ہونے دیں تو بدظنی اور غضب سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ حقیقی مومن بنیں تو اپنی صلاحیتوں کو برمحل اور برموقع اور مناسب رنگ میں ادا کرنا ہوگا۔غصہ کی کیفیت اگر کبھی پیدا بھی ہو تو جنونی ہوکے نہیں ہونی چاہئے بلکہ صرف اصلاح کی حد تک ہونی چاہئے۔غصے اور بے لگام جذبات کا اظہار انسان کو جنونی بنا دیتے ہیں۔پس ان میں اعتدال کی ضرورت ہے۔اگر غصہ ہے تو اس حد تک جیسا کہ مَیں نے کہا جہاں اصلاح کے لئے ضروری ہے۔اپنی اَناؤں کی تسکین کے لئے نہیں»۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ اکتوبر 2014ء۔مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 31 اکتوبر 2014ء صفحہ 7)

قمر احمد ظفر۔ جرمنی

خطبہ حضور انور ایدہ اللہ بمورخہ مؤرخہ 27 اگست 2021ء

بشکل سوال و جواب

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے جنگِ رے کے تناظر میں کس مشہور مفسّرِ قرآن کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضرت امام فخر الدّین راضیؒ

سوال: فتوحاتِ قومیس، جُرجان، آذربائیجان، خراسان کس سنِ ہجری میں ہوئیں؟

جواب: 22 ؍ہجری

سوال: امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے عامل عُتبہ بن فَرقَد کی جانب سے آذربائیجان کے باشندوں اَور وہاں آئندہ آباد ہونے والوں کو دِی گئی اَمان کس چیز سے مشروط تھی نیز کون اِس مجوّزہ شرط کے اِطلاق سے مُستثنیٰ قرار پائے؟

جواب: اپنی طاقت کے مطابق جِزیہ کی ادائیگی ؍ بچّے، عورت، بے مال (لمبے بیمار اَور عابد گوشہ نشین) نیز فوجی ڈیوٹی کرنے والے

سوال: حضرت عمر فاروقؓ نے آرمینیا کی مہم کی غرض سے سپہ سالارِ اعلیٰ کن کو مقرّر فرمایا نیز ہراوَل دستوں کی کمان کن کے سپُرد کی؟

جواب: سُراقہ بن مالک بن عَمرو، عبدالرحمٰن بن ربیعہ

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے آذربائیجان اور آرمینیا کے صلح کے معاہدوں کے تناظر میں ہر جگہ ہونے والے معاہدوں میں مذہبی اَور شریعتی آزادی ہونے کا بیان فرما کر کس الزام کی تردید فرمائی؟

جواب: جو الزام لگایا جاتا ہے کہ مذہب تلوار سے پھیلایا ہے اسلام نے، کسی کو نہیں کہا گیا کہ زبردستی اسلام لاؤ

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مَرورُوذ کی وجہ تسمیہ کیا بیان فرمائی؟

جواب: مَرو اُس سفید پتھر کو کہتے ہیں جِس میں آگ جلائی جاتی ہے نہ وہ سیّاہ ہوتا ہے نہ سرخ اور رُوذ فارسی میں دریا کو کہتے ہیں گویا یہ دریا کا مَرو ہوُا

سوال: بلخ کن کی فتوحات میں شامل ہے؟

جواب: اہلِ کوفہ

سوال: حضرت عمر فاروقؓ نے فتح خراسان کی خبر سُن کر اِرشاد فرمایا!

’’مَیں چاہتا تھا کہ اِن کے خلاف کوئی لشکر نہ بھیجا جاتا اور میری خواہش تھی کہ اُن کے اور ہمارے درمیان آگ کا سمندر حائل ہوتا۔‘‘

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اِس خوشی کی خبر پر پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپؓ نے کیا حکمت بیان فرمائی؟

جواب: ’’ہاں! خوشی کی بات ہے مگر پریشان اِس بات پر ہوں کہ یہ

لوگ تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے‘‘

سوال: حضرت عمر فاروقؓ نے اَحنف بن قیس کے مَرو کے دونوں شہروں پر قبضہ اور بلخ کے فتح کرنے کی اطلاع ملنے پر اُنہیں کیا قرار دیا نیز تحریراً کس امر کی خصوصی تلقین فرمائی؟

جواب: اہلِ مشرق کا سردار ؍ دریا کو عبور کرنے سے پرہیز کرو وَرنہ تم نقصان اٹھاؤ گے

سوال: شاہِ ایران یَزدَجرد کے مدد طلب کرنے پر شہنشاہِ چین نے مسلمانوں کے حالات و وَاقعات سننے کے بعد اُسے کیا لکھا؟

جواب: تمہارے قاصد نے جو مسلمانوں کی صفات بیان کی ہیں میرے خیال میں اگر وہ پہاڑ سے بھی ٹکرا جائیں تو اُسے ریزہ ریزہ کر دیں اور اگر مَیں تمہاری مدد کے لیئے آؤں تو جب تک وہ اِن اوصاف پر قائم ہیں۔۔۔تو وہ میرا تخت بھی چھین لیں گے اور مَیں اُن کا کچھ بگاڑ نہ سکوں گا

سوال: شاہِ ایران یَزدَجرد کن کے دورِ خلافت میں قتل ہوُا؟

جواب: حضرت عثمان غنیؓ

سوال: مسلمانوں کے متعلّق حضرت عمر فاروقؓ کے اِس خدشہ کے اظہار کہ ’’مجھے اِس وقت امّتِ مسلمہ کی تباہی و بربادی کا صرف تمہی سے اندیشہ ہے۔‘‘ کی بابت حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا تصریح فرمائی؟

جواب: ’’(حضرت عمر فاروقؓ نے) فرمایا! مجھے یہ خطرہ نہیں کہ دشمن مسلم اُمّہ کو تباہ کرے گا بلکہ مسلم امّہ کی تباہی کا صرف تمہیں مسلمانوں سے ہی اندیشہ اور خوف ہے اور آج ہم دیکھ رہے کہ یہی بات سچ ثابت ہو رہی ہے مسلمان ہی مسلمان کی گردنیں مار رہا ہے، اُن کو ختم کر رہا ہے، ایک دوسرے پر حملہ کر رہا ہے، مُلک مُلک پر چڑھائی کر رہے ہیں اور کہنے کو یہ جہاد ہے لیکن مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے‘‘

سوال: ساسانی بادشاہوں کے قدیم مرکزی اور مقدس مقام کا کیا نام تھا؟

جواب: اِستَخر

سوال: کنہوں نے فتح اِستَخر کے موقع پر تمام مسلمان فوجوں کو لوٹ مار سے روکا اور چھِنی ہوئی چیزوں کی واپسی کا حکم دیا نیز فرمایا!

’’ہمارا معاملہ ہمیشہ بامِ عروج پر رہے گا اور ہم تمام مصائب سے محفوظ رہیں گے جب تک ہم چوری اور خیانت نہ کریں، جب ہم مالِ غنیمت میں خیانت کرنے لگیں گے تو یہ ناپسندیدہ باتیں ہمارے اندر نظر آئیں گیں، یہ برے کام ہماری اکثریت کو لے ڈوبیں گے۔‘‘

جواب: سپہ سالار حضرت عثمان بن العاص

سوال: کس کتابِ سیرت کے مطابق حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ {حضرت عمرؓ نے ایک لشکر حضرت ساریہ کی سرکردگی میں روانہ فرمایا، ایک دن جبکہ حضرت عمرؓ خطاب کر رہے تھے کہ اچانک اونچی آواز میں کہنے لگے۔

یَا سَارِیَۃَ الُجَبَلَ۔

اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔‘‘

جواب: دلائل النبوّۃ

سوال: سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اِس الزام کو کہ صحابہؓ کرامؓ سے ایسے الہامات ثابت نہیں ہوئے بالکل بے جاء اور غلط قرار دیتے ہوئے احادیثِ صحیحہ کی رُو سے کیا دلیل بطورِ اِستدلال پیش فرمائی ہے؟

جواب: ’’حضرت عمرؓ کا ساریہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے بااعلامِ الٰہی مطلع ہو جانا جس کو بیقہی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اگر الہام نہیں تو اور کیا تھا اور پھر اُن کی آواز کہ

یاساریۃ الجبل الجبل

مدینہ میں بیٹھے ہوئے منہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرتِ غیبی سے ساریہ اور اُس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سنائی دینا اگر خوارق عادت نہیں تو اور کیا چیز ہے‘‘

سوال: فتوحاتِ کِرمان، سجستان اور مکران کس سنِ ہجری کی ہیں؟

جواب: 23؍ہجری

سوال: طبری نے فتوحاتِ فاروقی کی اخیر حدّ کیا بیان کی ہے؟

جواب: مکران

سوال: مؤرخ بلاذری نے فتوحاتِ فاروقی کی حدّ سندھ کے شہر دِیبل تک لکھی ہے نیز روایت کی ہے کہ دِیبل کے نشیبی حصّہ اور تھانہ تک فوجیں آئیں، اگر یہ صحیح ہے تو علامہ شبلی نعمانی نے اِس سے کیا اِستنباط کیا ہے؟

جواب: حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلام کا قدم سندھ و ہند میں بھی آچکا تھا

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے کن کے متعلّق ارشاد فرمایا؟

’’ہمارے پیارے عزیز کا جنازہ ابھی پہنچا نہیں ہے، شائد چند دن لگ جائیں تو جب آئے گا تو اُس کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی، ان شاء اللہ! اور وہاں پھر اِس کا ذکر بھی ان شاء اللہ! ہوگا۔‘‘

جواب: شہید سیّد طالع احمد صاحِب ابن سیّد ہاشم احمد صاحِب

خصوصی سوال: خطبہ کے اختتامی حصّہ میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نمازِ جمعہ کے بعد کس ترکش انٹرنیٹ ریڈیو کے افتتاح کرنے کا اعلان فرمایا؟

جواب: İSLAM AHMEDİYET İN SESİ

(صدائے اسلام احمدیّت)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: میرے پیارے ابوجان...... از صفحہ 7

کرتے لوگ ابا سے اتنا مانوس ہو گئے کہ کالج کا ہر بچہ پرچہ دینے جانے کے لئے کہتا کہ انکل میرے لیے دعا کریں میرے لیے دعا کریں اور سب کو انتظار ہوتا کہ ابا کب آئیں گے اور آپ سب کو کہیں گے کہ ان شاء اللہ پیپر اچھا ہو جائے گا۔ابا کی رہنمائی سے میں اپنی کلاس کی نمائندہ (GR) بنی بعد ازاں کالج کی پریذیڈنٹ (President) تک جا پہنچی اور میرا فائنل ایئر تھا ابا مجھے لینے کے لئے آئے تو کلاس کے بچے آپ سے ملنے کے لیے گئے اور کہنے لگے آپ کو اپنی بیٹی پر فخر ہوگا اور ہر احمدی اگر فارعہ جیسا ہے تو پھر آپ لوگ واجب القتل نہیں ہو سکتے یہ سن کر ابا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے آج میں سرخرو ہو گیا ہوں۔

میری شادی ہوگئی اس لئے میں ستمبر میں اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر پاکستان سے انگلینڈ آ گئی۔میرے بھائی نے ان کا ویزہ اپلائی کیا اور معجزانہ طور پر ان کا ویزہ لگ گیا تو یہاں یوکے میرے بھائی کے پاس رہنے کے لیے چار دسمبر کو آ گئے ان کے یہاں آنے سے ہفتہ پہلے میں نے خواب دیکھی کہ ابا ہمارے ربوہ والے گھر کے صحن میں آرام کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ پروفیسر منور شمیم صاحب لیٹے ہوئے ہیں جو چند ماہ قبل وفات پا گئے تھے۔میں ابا کو ان کے پاس سے بلا لیتی ہوں اور ان کو اپنے پاس لے آتی ہوں اور زور سے ان کے ساتھ لپٹ جاتی ہوں میں کہتی ہوں ابا جہاز گر رہے ہیں تباہی ہو رہی ہے ہر طرف دھواں ہے کچھ نظر نہیں آ رہا تو کہتے ہیں کہ زور زور سے پڑھنا میرے ساتھ مل کر یہ بولتی چلی جاؤ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ اتنی اونچی آواز ہو جاتی ہے میں اور ابا زور زور سے پڑھنے لگتے ہیں وہاں گاڑیاں آ رہی ہیں میں کہتی ہوں کون لوگ ہیں یہ کیا کریں گے ہر طرف اذیت کی موت ہو رہی ہے اتنے میں ایک گاڑی میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو لینے کے لیے آتے ہیں میں پوچھتی ہے آپ ابا کو کہاں لے کر جا رہے ہیں فرماتے ہیں کہ میں جنتی لوگوں کو لینے کے لئے آیا ہوں اتنے میں وہ ابا کو لے جاتے ہیں اور میں پیچھے رہ جاتی ہو۔

2020ء میں ہم ابا کو اکثر کہتے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور ہمیں بتائیں کہ کرونا کب ختم ہوگا تو ایک روز کہنے لگے میں نے دعا کی ہے عربی الفاظ مجھے یاد نہیں میں نہیں بتا سکتا مگر 30 تاریخ کو کرونا شاید ختم ہو جائے اور اسی طرح 30 دسمبر 2020ء کو ابا کے لئے کرونا ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم ہو گیا اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

جاتے ہوئے ابا کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے لئے ان کو فکر ہو اپنی بیوی کو اپنے بچوں کے پاس امانت کے طور پر چھوڑ گئے اپنی تمام اولاد کو ان کے گھونسلوں میں آباد دیکھتے رہے اپنی نسل کو اپنے سامنے بڑھتے ہوئے دیکھا ان کی خوشیاں دیکھیں الحمد للہ نہ کوئی بینک بیلنس نہ کوئی اکاؤنٹ نہ کوئی جائیداد صرف وصیت کے کاغذات جو آتے ہی اپنے بیٹے کو دے دیئے کہ اس کو سنبھال کے رکھو اس کی تمہیں ضرورت پڑے گی۔وفات کے وقت صرف ایک اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کی انگوٹھی جو آخری دم تک ان کے ہاتھ میں رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابا کے درجات بلند کرتا چلا جائے ان سے رحمت اور مغفرت کا سلوک کرے ہمیں بھی ان جیسا خلافت سے والہانہ عشق کرنے والا بنائے اور ہمیں صبر جمیل دے اور ہم سب کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔آمین ثم آمین۔

آج کی دعا

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۳﴾ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمۡرِہٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا ﴿۴﴾

(الطلاق:3تا4)

ترجمہ:اور جو اللہ سے ڈرے اُس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔اور وہ اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اُس کے لئے کافی ہے۔یقیناً اللہ اپنے فیصلہ کو مکمل کر کے رہتا ہے۔اللہ نے ہر چیز کا ایک منصوبہ بنا رکھا ہے۔

قرآنِ مجید کی ان مبارک آیات میں اللہ تعالیٰ کے متقیوں کے لئے متکفل ہونے کی ضمانت ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عید الاضحیٰ 2021 کے موقع پر فرمایا:

پس ہمیشہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔اس کا معیار قرآن ہے۔۔اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک نشان یہ بھی رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔جیسا کے فرمایا:

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۳﴾ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ

(الطلاق:3تا4)

۔۔۔۔مثلاً ایک دکان دار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغ گوئی کے سوا اس کا کام نہیں چل سکتا۔۔۔۔لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا ہے اور اسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو پھر خدا تعالیٰ نے بھی اسے چھوڑ دیا۔اور رحمان خدا نے جب چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔۔۔۔غرض برکاتِ تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور میں حارج ہوں۔پس اللہ تعالیٰ متقی کو کبھی بے سہارا نہیں چھوڑتا۔اگر اس بات کو ہم سمجھ جائیں تو ہم بھی اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں گے۔

(خطبہ عید الاضحیٰ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/ جولائی 2021ء)

مرسلہ:مریم رحمٰن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

باغبانی کا شوق کسے نہیں یا پھر کون ہے جو رنگا رنگ، خوش نما پھولوں کے پاس سے گذرے اور انکی بھینی بھینی خوشبو سے فرحت و تازگی سے ہمکنار نہ ہو اور آنکھوں کو ٹھنڈک اور دماغوں کو طراوت نصیب نہ ہو۔اور دنیا و مافیھا کے غم و ہم کو بھول کر ان حسین وجمیل، خوش رنگ اور خوش شکل پھولوں کی رعنائی سے لطف اندوز نہ ہو۔یہی حال دل کے موسم کا ہے، روحانیت کے موسم کا جسے قرآنِ کریم کی ارفع و اعلیٰ تعلیم کی خوبصورتی سے باغ و بہار بنایا جا سکتا ہے، ذکر الٰہی سے دلوں کی ویران و بے آباد زمین کو آباد اور سرسبز و شاداب کیا جا سکتا ہے۔

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

10 ستمبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:49	18:28
مدینہ منورہ	04:47	18:31
قادیان	04:47	18:41
ربوہ	04:27	18:21
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:01	19:28